ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کونیاتی شاعری اور اکیسویں صدی

COSMOLOGICAL POETRY AND TWENTY FIRST CENTURY

Dr.Atta u Rehman

Associate Professor

Lahore Garrison University

ڈاکٹر عطاء الرحمن میو

ایسوسی ایٹ پروفیسر

لاہور گیریژن یونیورسٹی، لاہور

حافظہ عائشہ صدیقہ

پی ایچ ڈی سکالر

لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی لاہور

ABSTRACT

The infinite vastness of the universe demands that its hidden treasures be explored.Everyone is engaged in research and exploration according to their understanding.Urdu poets have summed up their observations about the universe in their poetry through their thinking and deliberation.All poets have curiosity about the discovery and creation of this universe,its vastness and its depth.Sitting on the ground ,their imagination brings such news of the universe that man is overwhelmed with wonder.Due to their lofty vision and depth of imagination ,each poet has expressed his views on this subject.This article tries to seek the brief view of poets about cosmological poetry.

KEY WORDS:

Curiosity, deliberation, cosmology, astronomical object, vastness, black holes, galaxies, vision, explosion, gravity , big bang theory, imagination

کلیدی الفاظ:

تخیل، کہکشائیں، اجرام فلکی، حرکات و سکنات، سربستہ راز، فہم وادراک، تحقیق و جستجو، تفکر و تدبر، کھوج، ورطہ حیرت، کونیات، فلکیاتی وسعتیں، کشش ثقل، بلیک ہولز، موضوع سخن، دریافتیں، غور و حوض، لالہ ءنیم شبی، وطیرہ، نظام شمسی

انسان نے جب سے شعور کی آنکھ کھولی ہے، اپنے آپ کو کائنات کی لامحدود وسعتوں میں محو حیرت پایا ہے۔ رات ہو یا دن، اس تغیر پذیر کائنات کا مشاہدہ اس کی زندگی کا محور و مرکز ہے۔ وہ اگر چاہے بھی تو اس کائنات کے حصار سے باہر نہیں نکل سکتا۔ فرمان ربی ہے:

”اے گروہ جن وانس! اگر تم اس بات پر قدرت رکھتے ہو کہ آسمان و زمین کی حدود سے باہر نکلنا چاہو تو
بغیر دلیل زور کے نہیں نکل سکو گے (اور وہ تمہارے پاس ہے ہی نہیں)۔“ 1ـ

سائنس دانوں نے تحقیق و جستجو کے بل بوتے پر کائنات کی ماہیت کا سراغ لگانے کے لیے جو تیز ترین راکٹس یا خلائی شٹل بنائے ہیں تا کہ وہ اس کائنات کو مسخر کر سکیں یا اس کائنات کے آغاز کے بارے میں جان سکیں کہ یہ کائنات کیسے وجود میں آئی، اس سے پہلے کیا تھا، اس حوالے سے ان کی ساری کاوشیں درست سہی مگر وہ کائنات کے بارے میں ہنوز کوئی خاص کامیابی حاصل نہیں کر پائے، ماسوائے یہ کہ کائنات کی مدت کا اندازہ انہوں نے چودہ ارب سال لگایا اور نظام شمسی کے اب تک کی تحقیق کے مطابق

تریسٹھ سے زائد چاند دریافت کیے ہیں۔ سائنس دان اپنی ہر ممکن تگ ودو کر کے کائنات کے سربستہ رازوں کے بارے میں جاننے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، جب کہ خالق کائنات نے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے قرآن مجید میں واضح طور پر فرمادیا ہے:

''عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی ذاتوں میں بھی یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ حق یہی ہے۔'' 2

جس کی مختصر تفسیر یوں ہے کہ ہم اپنی نشانیاں باہر کناروں میں بھی دکھائیں گے اور خود انسان کے اپنے نفسوں کے اندر بھی۔ چنانچہ آسمان وزمین کے کناروں میں بھی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں مثلاً سورج، چاند، ستارے، رات اور دن، ہوا اور بارش، گرج چمک، بجلی، کڑک، نباتات وجمادات، اشجار، پہاڑ اور انہار وغیرہ۔ ہم نے اس مختصر سی زندگی میں ان تمام امور کا مشاہدہ کیا ہے۔ چاند کا گھٹنا بڑھنا، سورج کا نکلنا غروب ہونا، سورج و چاند گرہن، آسمانی بجلی کا گرنا، طوفانوں کا آنا، رات دن کا بدلنا وغیرہ۔ انسان ان سب مظاہر کو شب وروز دیکھتا ہے۔ شاعروں نے بھی بخوبی ان مظاہر کو اپنی شاعری میں پیش کیا ہے۔ بقول شاعر

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا 3

باوجود یکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
وہاں پہنچا کہ فرشتے کو بھی مقدور نہ تھا 4

سبق ملا ہے یہ معراج مصطفی سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں 5

درج بالا اشعار کے حوالے سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے ادبا خاص طور پر اردو شعرانے کائنات کے مشاہدے کو اپنی شاعری میں رقم کیا ہے اور تفکر و تدبر کے بعد کائنات کی وسعتوں اور اجرام فلکی کی حرکات وسکنات کو اپنے تخیل کی مدد سے قرطاس زیب کیا ہے۔ بہت سے شعرا نہ صرف روحانیت پر یقین رکھتے تھے بلکہ روحانیت ان کی زندگی کا حاصل تھی۔ تہجد گزاری، اللہ کے حضور گڑگڑا کر اپنے لیے، پوری انسانیت کے لیے خیر طلب کرنا ان کی زندگی کا وتیرہ تھا۔ خود اقبال بھی لالہ ءنیم شبی آہ سحر گاہی کے قائل تھے اور خود اس پر سختی سے عمل پیرا بھی تھے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ اس کے بغیر عشق رسول ﷺ اور اللہ کو پانا ناممکن ہے۔ کائنات پر غور وخوض ان کی عادت تھی۔ غالب ہو، اقبال ہو یا متقدمین شعرا ہوں، سب کے ہاں اس حوالے سے ایک تجسس، کھوج اور استفہامیہ لہجہ پایا جاتا ہے۔ اقبال کہتے ہیں:

یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدائے کن فیکون 6

احمد رئیس یوں گویا ہوتے ہیں:

مجھے تلاش نئے آسمان کرنے ہیں
یہ ابتدا ہے میری، اختتام تھوڑی ہے 7

اور غالب کے نزدیک

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے ادھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا 8

درج بالا اشعار اس بات پر دال ہیں کہ شعرانے اپنے تجسس، تحقیق و جستجو اور نت نئی سائنسی دریافتوں کو موضوع سخن بناتے ہوئے کاسمولوجی پر اشعار کہے ہیں۔ کائنات کی تخلیق، فلکیاتی وسعتوں، اجرام فلکی کی گردشوں اور بنتی بگڑتی کہکشاؤں اور بلیک ہولز کی جو نشاندہی کی ہے، اس کی گہرائی و گیرائی میں جھانک کر ان کے فہم وادراک اور شاعرانہ سوچ کے بارے میں تحقیق کی جائے کہ آخر ان کے پاس وہ کیا وژن ہے کہ دھرتی پر بیٹھ کر بنا کسی سائنسی آلات کی مدد سے وہ افلاک کی وسعتوں کی خبر دے رہے ہیں جسے شاعری میں پڑھ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

کرانسان ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔جب ہم اس حوالے سے کائنات کے علم کا کھوج لگاتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں یہ جاننے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ کائنات یا کونیات یا علم کائنات کسے کہتے ہیں؟ کونیات یا علم الکائنات کو کاسمولوجی کہا جاتا ہے۔اس علم میں کائنات کا مجموعی اور کامل مطالعہ کیا جاتا ہے اور کائنات میں انسانی مقام کا بھی مطالعہ اس کا حصہ ہیں۔

> کاسمو یونانی لفظ ہے جس کے معانی order ،نظام ،ترتیب ،جو توحید اور کلیت کے تصورات پر دلالت کرتا ہے ۔اس لیے کونیات کائنات کا وہ علم جواس کے وجود کی علت فریدہ کو منعکس کرتا ہے۔غیر مخلوق کا مخلوق میں یہ انعکاس یا قدیم کا حادث میں عکس خود کو مختلف پہلوؤں کے تحت ظاہر کرتا ہے۔اس سے کائنات کے متعدد تصورات جنم لیتے ہیں چونکہ یہ سب مشترک کائناتی اور غیر متغیر اصولوں سے پھوٹتے ہیں۔کائنات کے پورے ڈھانچے اوراس کے مبدا کا علم کونیات کہلاتا ہے۔9

ارسطو پہلا عالم تھا جس نے پہلی مرتبہ علمی اصطلاحات وضع کیں اور منطق کو باقاعدہ علم کا درجہ دیا نیز سیاست و معاشرت کے لیے باضابطہ قواعد ترتیب دیے۔دنیا میں اب تک کتنے ہی نامعلوم علوم ہیں۔ان سب کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے۔قاضی ابو بکر بن عربی نے اپنی کتاب ''قانون التاویل''میں قرآنی علوم کی تعداد 77450 لکھی ہے۔سائنس دانوں نے اپنے اپنے طور پر کائنات کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔سائنس کا علم دنیا کے ٹھوس حقائق کے انکشافات کے علم کے سامنے کائنات اور انسانی بقا کی اصلیت کو پہچاننے کا علم ہے۔اردو شاعری کے ذریعے بھی کائنات کے اسرار و رموز کو سمجھنے کی کوشش کارفرما دکھائی دیتی ہے۔شاعر اپنی سائنسی فکر اور منطقی ذہن کے ساتھ استدلال اور ادراک کی نظر سے کائنات کی وسعتوں میں جھانکنے کی کوشش کرتا ہے۔غالب کے ہاں بھی یہ شعور جلوہ گر ہے۔ان کے کلام میں فکری بصیرت کے ساتھ ساتھ منطق، فلسفہ، فلکیات اور جمادات کے اصول واضح نظر آتے ہیں۔اسلوب احمد انصاری ''نقش غالب''میں لکھتے ہیں:

> ''غالب کے لیے کائنات اور اس کے تمام مظاہر توانائی سے چھلک رہے ہیں۔اشیا عالم جامد اور ساکن نہیں بلکہ رواں اور مضطرب ہیں۔غالب کے نزدیک تکوین کائنات کا سلسلہ کہیں ختم نہیں ہوتا اور چونکہ نمو اور تبدیلی فطرت کا قانون ہے اس اولین مادے کی مختلف ہئیتیں اور ترکیبیں ارتقا کے ہر ہر مرحلے پر ابھرتی ہیں۔غالب کا خیال تھا کہ اگر ذرے کا دل چیر کر دیکھیں تو وہ حرکت و حیات سے لبریز نظر آئے گا۔'' 10

تحقیق و جستجو کے لیے، نظام قدرت میں جھانکنے کے لیے قد آور ہونا کوئی معنی نہیں رکھتا،اس کے لیے تو ہمت مردانہ چاہیے، تحقیق و کھوج کے لیے دست ہمت چاہیے۔ذوق نے کہا تھا:

دست ہمت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ
پست ہمت یہ نہ ہووے پست قامت ہو تو ہو 11

تحقیق ایک شطرنج کا کھیل ہے جہاں ایک چال نت نئی کامیابیوں کے دروازے کھول سکتی ہے تو دوسری چال پر ناکامیوں کے تھپیڑوں کا بھی سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔سائنس کا علم انھیں کامیابیوں اور ناکامیوں سے عبارت ہے۔گلیلیو، ارشمیدس، جابر بن حیان، یعقوب الکندی، آئن سٹائن اور دیگر کی سوانح حیات، سائنسی علوم کی جدوجہد، تجربات اور مسلسل محنت کا زندہ و جاوید نمونہ ہے۔قرآن پاک میں خالق کائنات کا فرمان ہے:

''اور یہ کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے جس کے لیے اس نے محنت کی۔'' 12

اس محنت، کھوج، جستجو، تحقیق کے نتائج کی روشنی میں سائنسدانوں کی اکثریت کائنات کے آغاز کو ایک دھماکے سے تعبیر کرتی ہے۔انہوں نے اسے بگ بینگ تھیوری کا نام دیا ہے۔''بگ بینگ''انگریزی زبان کا لفظ ہے جس کا مفہوم ''بڑا دھماکہ''کے ہیں۔سائنس نے اسی دھماکے کو کائنات کا نکتہ آغاز قرار دیا ہے۔سائنسدان تو جملہ جدید آلات تحقیق کی مدد سے کائنات کے پھیلاؤ، اس کی وسعتوں اور اجرام فلکی کی گردشوں، توانائیوں کے بارے میں اپنے اپنے تخمینے لگا رہے ہیں، جب کہ اردو شعرا اپنے تخیل کے زور پر کائنات کو کھوجنے اور ارض و سموات کی بھول بھلیوں سے کھیلنے کی دعوت دے رہے ہیں۔بگ بینگ تھیوری کائنات کے ظہور اور کشش ثقل کے موضوع کو کس سلیقے سے ذیشان ساجد نے شعر کے قالب میں ڈھالا ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

نہیں ہے امن و سکوں کوئی اس کی فطرت میں

کہ اک دھماکے سے پھوٹی ہے کائنات میاں

کھوجنا ہے کبھی کھوج نظام قدرت

کھیلنا ہے تو کبھی ارض و سمٰوات سے کھیل 13

جب کہ اقبال کے نزدیک:

مشام تیز سے ملتا ہے صحرا میں نشاں اس کا

ظن و تخمیں سے ہاتھ آتا نہیں آہوئے تاتاری 14

ظن و تخمیں کے گورکھ دھندے میں الجھنے کی بجائے کامیابی انھیں افراد کا مقدر بنتی ہے جو مشام تیز کی بدولت تسخیر کائنات میں تن من دھن سے جت جاتے ہیں، جو جسمانی معذوری یا وسائل کی کمی کو سد راہ نہیں ہونے دیتے کیونکہ وہ جانتے ہیں جو عزم و ہمت کا سفر انہوں نے اختیار کیا ہے، اس کی کوئی نہ کوئی منزل ضرور ہوگی۔ جس کی ایک زندہ مثال نامور سائنس دان اسٹیفن ہاکنگ کی ہے جو 8 جنوری 1942ء کو آکسفورڈ، برطانیہ میں پیدا ہوا اور 14 مارچ 2018ء کو کیمبرج، برطانیہ میں انتقال ہوا، وہ اپنی جوانی میں موٹر نیوران نامی بیماری کا شکار ہو گیا، جس نے اسے مفلوج کر دیا تھا، یہاں تک کہ سوائے دماغ کے سارے جسم نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ ڈاکٹر اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری۔ وہ اپنی قوت ارادی اور ہمت مردانہ سے پورے 76 سال زندہ رہا۔ اس نے ویل چیئر پر ہوتے ہوئے کائنات کے بارے میں ایسے انکشافات کیے کہ عقل دنگ رہ گئی۔ اس کی پلکیں ہلتی تھیں تو کمپیوٹر کام کرتا تھا۔ جبکہ میر تقی میر نے اپنے تخیل کے زور پر آسمان کی وسعتوں کو تسخیر کیا اور سدرۃ المنتہی کے باسی کی خبر لی۔

ایک ناوک نے اس کی مژگاں کے

طائرہ سدرہ تک شکار کیا 15

گویا جہاں سائنس دان سائنسی معلومات کے نہ ہونے پر ناکارہ ہو جاتا ہے وہاں شاعر کا تخیل وسعت افلاک کی خبر لاتا ہے۔ یعنی شاعر کا تخیل اور روحانیت سائنس سے بلند و بالا ہے جو دھرتی پر بیٹھ کر اپنی روحانیت کے بل بوتے پر لوح محفوظ کی خبریں لاتا ہے۔ اسی لیے اقبال نے کہا ہے:

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے

خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے 16

جہاں سائنسی آلات کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں وہاں شعرا کا تخیل کام کرتا ہے۔ اسی لیے اردو شعرا نے تسخیر کائنات کے حوالے سے جو اشعار تخلیق کیے یا کہے ہیں، آج کی سائنس انہیں اشعار کو مفروضوں کی بنیاد بناتے ہوئے، دھیرے دھیرے کائنات کی تسخیر کا سفر طے کر رہی ہے۔ اقبال نے اپنی مشہور نظم محاورہ علم و عشق میں فرمایا:

نگاہم راز دار ہفت و چار است گرفتار کمندم روزگار است

جہاں بینم بایں سو باز کردند مرا با آنسوئے گردوں چہ کار است 17

میری نگاہ ہفت آسمان اور چار سو کو محیط ہے۔ زمانہ میری کمند میں اسیر ہے۔ میرے سپرد اس دنیا کو دیکھنا کیا گیا ہے۔ آسماں کے اس طرف سے مجھے کیا واسطہ، میرے ساز سے سینکڑوں نغمے پھوٹتے ہیں، جو راز مجھے معلوم ہوتا ہے میں عام کر دیتا ہوں۔

اقبال نے کہا تھا:

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند 18

بیسویں صدی کی ساتویں دہائی میں اجرام فلکی پر کمندیں ڈالنے کا کارنامہ انجام دیا جا چکا ہے، جب نیل آرم اسٹرانگ نے جولائی 1969ء میں چاند پر قدم رکھ کر تسخیر کائنات کی مستحکم بنیاد رکھ دی اور اقبال کے شعر پر مہر ثبت کر دی کہ

وہ کون سا عقدہ ہے جو وا ہو نہیں سکتا ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا 19

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

اقبال اور غالب نے اپنے سائنسی شعور کو بروئے کار لا کر جو کونیاتی شاعری کی، آج کی سائنس بتدریج اس کی حقانیت ثابت کر رہی ہے۔ غالب کے سائنسی شعور اور کونیاتی اشعار کے حوالے سے شمس الرحمن فاروقی تفہیم غالب میں لکھتے ہیں:

"جدید علم الافلاک کی رو سے کائنات لا متناہی ہے یا کم سے کم اتنی وسیع ہے کہ بڑی بڑی کہکشائیں اور عظیم الشان ستاروں کے جھرمٹ اس میں گم ہیں۔ یعنی وہ ایک دوسرے سے اتنی دور ہیں کہ اکثر کے درمیان کا فاصلہ انسان کے تصور سے بھی ماورا ہے۔ غالب کے زمانے میں یہ دریافتیں ابھی عدم میں تھیں لیکن ان کے وہبی وجدانی علم نے حسب معمول ان حقائق تک رسائی حاصل کر لی، جو ابھی کسی کی دسترس میں نہ تھے۔" 20

چند اشعار ملاحظہ ہوں:

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا 21

زمانہ عہد میں اس کے ہے محو آرائش بنیں گے اور ستارے اب آسماں کے لیے 22

ہیں زوال آمادہ اجزائے آفرینش کے تمام مہر گردوں ہے چراغ رہگزار بادیاں 23

ہے کہاں تمنا کا دوسرا قدم یارب ہم نے دشت امکاں کو ایک نقش پا پایا 24

لوگوں کو ہے خورشید جہاں تاب کا دھوکا ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور 25

آسماں ایک سلگتا ہوا صحرا ہے جہاں ڈھونڈتا پھرتا ہے خود اپنا ہی سایا سورج 26

قرآن میں جن آسمانوں کا ذکر آیا ہے وہ کہیں دور واقع ہوں گے اتنی دور کہ ہم ان کی دوری کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ جو آسمان ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ زمین کو گھیرتا ہوا فضائی غلاف ہے۔ اگر ہمیں براہ راست اپنی آنکھوں سے بلند ترین حد نظر ہے۔ انگریزی میں عظیم ترین بلندی کے لیے sky is the limit کا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے۔ دور بین استعمال کیے بغیر آسمان سے بلند کسی مقام کا نظارہ مقصود ہو تو ہمیں فضا سے اونچا اٹھنا ہو گا۔ غالب کہتے ہیں:

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے عرش سے ادھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا 27

اسلوب احمد انصاری، "نقش غالب" میں لکھتے ہیں:

"غالب کا متجسس اور خلاق ذہن کائنات اور انسانی زندگی کے مسائل کی گرہ کشائی میں لگا رہتا تھا۔۔۔۔ غالب کے یہاں بے شمار اشعار ایسے ہیں، جن کی معنویت اور فنی لطافت ذہن انسانی کو دعوت فکر دیتی ہے، یہ وہ مقامات ہیں جہاں وہ زندگی اور کائنات کے رموز آشکار کرنے کے لیے بعض معینہ اقدار اور ان تصورات کا سہارا لیتے ہیں۔۔۔۔ غالب کے لیے پوری کائنات ایک سوالیہ نشان تھی۔ اس کے اسرار و رموز کی پردہ دری وہ کسی بندھے ٹکے نظریے یا سلسلہ نظام کی مدد سے نہیں کرنا چاہتے تھے۔" 28

غالب کا عقیدہ یہ ہے کہ کائنات کے اسرار اور پیچیدگیوں کو ہم تخیل اور جذبے ہی کی مدد سے اپنے ادراک کی گرفت میں لا سکتے ہیں۔ جنون اور مستی کی یقینی رہنمائی ہمیں چشم زدن میں حقائق حیات کا انکشاف بخشتی ہے اور عالم اور معلوم کے درمیان سے حجابات کے پردے اٹھا دیتی ہے:

یک قدم وحشت سے درسِ دفترِ امکاں کھلا جادہ اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا 29

ان تمام معروضات کی روشنی ہم یہ کہہ سکتے ہیں ہمارے شعرا نے اپنے تخیل کے زور پر کائنات کے جن اسرار و رموز کی نشان دہی کی ہے، وہ یقیناً قابل ستائش ہے۔ ان کی شاعری میں جدت و ندرت اور فکری اپج کائنات کے مخفی رازوں کو بے نقاب کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے دیے ہوئے تصورات، مفروضات سائنسدانوں کو عملی تجربات کی طرف راغب کرتے ہیں، جس کی بنا پر نئی ایجادات، نئی دریافتیں، نئے انکشافات اور کائنات کو مسخر کرنے کے نئے در وا کرتے ہیں۔ اکیسویں صدی کے چیلنجز یہی ہیں کہ ہم ادب کے ذریعے خصوصاً شاعری میں جن امور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے، اس سے نئی نسل کو آگاہ کریں۔ ہمارے سائنسدان پہلے ہی تجربات کی بھٹی سے گزر کر بہت سے کارنامے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.2 2024

انجام دے چکے ہیں، انھیں مزید سعی و کاوش کر کے کائنات کی پرتوں کو کھولنا ہوگا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم ایسا نصاب ترتیب دیں کہ نژادِ نو سائنسی علوم کے ساتھ ساتھ ایسے ادب شاعری سے بھی مستفید ہو سکیں جو اکیسویں صدی کے چیلنجز سے نبرد آزما ہونے کی عمدہ صلاحیت رکھتا ہو۔

حوالہ جات

1۔القرآن، سورۃ الرحمن، آیت: 33
2۔القرآن، سورۃ حم السجدۃ، آیت: 53
3۔مرزا غالب، دیوان غالب، شرح: یوسف سلیم چشتی، دہلی: اعتقاد پبلشنگ ہاؤس، 1992ء، ص: 388
4۔خواجہ میر درد، دیوان درد، مرتب: نسیم احمد، ڈاکٹر، دہلی: مکتبہ جامعہ، 2003ء، ص: 122
5۔علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل مشمولہ کلیات اقبال (اردو)، لاہور: علم و عرفان پبلشرز، 2005ء، ص: 27319
6۔ایضاً، ص: 28319
7۔احمد رئیس، www.rekhta.com
8۔مرزا غالب، دیوان غالب، شرح، یوسف سلیم چشتی، دہلی، ص: 382
9۔کونیات اور جدید نفسیات، مترجم: محمد سہیل عمر، www.punjnud.com
10۔اسلوب احمد انصاری، نقش غالب، دہلی، غالب اکیڈمی، 1970ء، ص: 62
11۔محمد ابراہیم ذوق، دیوان ذوق، دہلی، محبوب المطابع، 1932ء، ص: 153
12 ۔القرآن، سورۃ النجم، آیت: 39
13۔سائنسی عہد، smat.bazmeurdu.net
14۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل مشمولہ کلیات اقبال، لاہور، ص: 37329
15۔ میر تقی میر، کلیات میر، لکھنو، مطبع نول کشور، 1941ء، ص: 24
16۔علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل مشمولہ کلیات اقبال، لاہور، ص: 55347
17۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، پیام مشرق، م۔ن، طبع ششم 1946ء، ص: 111
18 ۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر، بال جبریل، لاہور، ص: 154 446
19 www,rekhta,com
20۔شمس الرحمن فاروقی، تفہیم غالب، نئی دہلی، غالب انسٹی ٹیوٹ، 1989ء، ص: 140
21۔مرزا غالب، دیوان غالب، نسخہ عرشی، لاہور، مجلس ترقی ادب، طبع دوم، 2011ء، ص: 155
22۔ایضاً، ص: 311
23۔مرزا غالب، غیر متداول کلام غالب، مرتبہ: جمال عبدالوحید، دہلی، غالب اکیڈمی، 2016ء، ص: 89
24۔مرزا غالب، دیوان غالب، نسخہ عرشی، 2011ء، ص: 13
25۔ایضاً، ص: 205
26۔آزاد گلاٹی، www, rekhta.com
27۔مرزا غالب، دیوان غالب، نسخہ عرشی، ص: 186
28۔اسلوب احمد انصاری، نقش غالب، ص: 12

29۔ مرزا غالب،دیوان غالب،نسخہ عرشی،ص:167

1. ALQURAN,surahRehman,ayat:33
2. AL QURAN,surah hameem sajda,ayat:53
3. Mirza Ghalib,dewan e Ghalib,sharah:yousaf saleem chishti ,dehli:eitaqad publishing house ,1992,pg:388
4. Khawaja MIR Dard,dewan e Dard,muratab:Naseem Ahmed,Dr.,Dehli:maktab jamia,2003,pg:122
5. Allama Iqbal,Dr.,Bal e Jibreel mashmola kuliyat e Iqbal(urdu),Lahore:Ilm o irfan publishers,2005,pg:27\319
6. Ibid,pg:28\319
7. Ahmed Raees ,www.rekhta.com
8. Mirza Ghalib,deewan e Ghalib,sharah:Yousaf saleem chishti,1992,pg:382
9. Konyat aur jaded nafsiyat ,mutarajam:Muhammad Suhail Umer,www.punjnud.com
10. Asloob Ahmed Ansari,Naqsh e Ghalib,Dehli:Ghalib academy,1970,pg:62
11. Muhammad Ibrahim Zauq,dewan e Zauq,Dehli:Mehbub ul Mutabey,1932,pg:153
12. AL QURAN ,surah alnajam,ayat:39
13. Sainsi ehad,smat.bazmeurdu.net
14. Allama Iqbal,Dr.,Bal e Jibreel mashmula kuliyat e Iqbal,2005,pg:37\329
15. Mir Taqi Mir,kuliyat e Mir,Lukhnawo,matbaw nawal kishor,1941,pg:24
16. Allama Iqbal,Dr.,Bal e Jibreel mashmula kuliyat e Iqbal,2005,pg:55\347
17. Allama Iqbal,Dr.,Piyam e mashriq ,edition sixth,1946,pg:111
18. Allama Iqbal,Dr.,Bal e Jibreel,2005,pg:154\446
19. www.rekhta.com
20. Shams u Rehman Farooqi,Tafheem e Ghalib,dehli:Ghalib institute,1989,pg:140
21. Mirza Ghalib,dewan e Ghalib,nuskha Arshi,Lahore,Majlis taraqi adab,edition second,2011,pg:155
22. Ibid,pg:311
23. Mirza Ghalib,Ger mutadawal kalam e Ghalib,muratab:Jamal Abdul Waheed,Dehli:Ghalib academy,2016,pg:89
24. Mirza Ghalib,dewan e Ghalib,nuskha Arshi,2011,pg:13
25. ibid,pg:205
26. Azad Gulati,www.rekhta.com
27. Mirza Ghalib ,dewan e Ghalib ,nuskha Arshi,2011,pg:186
28. Asloob Ahmed Ansari,Naqsh e Ghalib,1970,pg:12
29. Mirza Ghalib,dewan e Ghalib,nuskha Arshi,2011,pg:167